میں جائیے تو خواجہ عکاشہؓ کا مزار ہے کہنے والوں نے کہا کہ ابراہیم ادھمؒ کے والد بزرگوار ہیں، خواجہ آب کشانؒ کے نام سے معروف ہیں خواجہ آب کشانؒ ابراہیم ادہمؒ کے باپ ہوں یا نہ ہوں مگر اس سلطانِ دنیا و دین کو جسے اقلیم معرفت ابراہیم ادہمؒ کے نام سے جانتی ہے اسی علاقہ سے نسبت رہی وہ یہاں کے فرمانروا تھے۔

جب رات کو اپنی خوابگاہ کے اوپر کسی کی آہٹ سنی تو پوچھنے پر کسی نے کہا کہ چھت پر اپنا گم شدہ اونٹ دیکھ رہا ہوں، سلطان بلخ کو تعجب ہوا پوچھا کہ شاہی خوابگاہ کی چھت اور اونٹ؟ جواب میں ایک ملکوتی آواز آئی کہ ارے غافل! تو جب کخواب اور اطلس کے زرین بستروں پر خدا کو ڈھونڈ رہا ہے تو چھت پر اونٹ کی تلاش تو اس سے کم تعجب خیز ہے، تیر نشان پر لگ گیا، ابراہیم گھائل ہوگئے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے تخت و تاج کو غیر فانی سلطنت، اقلیم عشق سے ٹکرادیا اب دل کے آئینہ میں اپنی برزخی منزل نگاہوں کے سامنے تھی جس میں نہ کوئی مونس تھا نہ غمخوار، نہ لشکر وسپاہ کا ہنگامہ تھا، نہ دولت و سلطنت کی جاہ و جلال، سفر دور دراز درپیش مگر زادراہ معدوم، ایک عادل اور وقادر قاضی کی عدالت مگر نہ گواہ نہ وکیل پھر دنیا کی اس چند روزہ حکومت اور شوکت کی کیا وقعت رہ سکتی تھی مملکت خراسان کو خیر باد کہا، وسعت دل کی پنہائیوں میں گم ہوگئے، ملک نیم شب کی حلاوتوں کے سامنے ملک نیمروز کی سرابی لذتوں کی کیا نسبت، اور آج ابراہیم ادہمؒ ایک سلطان وامیر نہیں بلکہ عارفان طریقت کی نگاہوں میں سلطان دین، سیمرغ قاف یقین، گنج عالم عزلت، صدیق روزگار ہیں (عطارؒ) سونے چاندی کے خزانوں کو لات ماری، شیخ عراق جنید بغدادیؒ کی زبان میں مفتاح العلوم بن گئے اور علم حقیقی کے مخفی خزانوں کی کنجیاں ہاتھ آگئیں، اب قوت و جبروت سے لوگوں کے جسموں کو زیر نہیں کررہے تھے مگر دلوں کی دنیا حکمرانی میں مل گئی۔

یہ عجیب اتفاق تھا کہ گزرنے والی رات کو مزار شریف میں ایک مجلس کے صدقے چشمِ تصور نے ابراہیم ادہم کا دور گویا محسوس ہوتے دیکھا، یہ مجلس عشاء کے بعد روضہ مبارک (منسوب بہ حضرت علیؓ کے قدموں میں متولی کے حجرہ خاص میں چند سراپا اخلاق و شرافت بزرگوں نے رات کے کھانے پر اپنے نووارد مہمانوں کے لیے منعقد کی تھی جس میں ایک بزرگ نے سراپا سوز آواز میں مولانا روم کی مثنوی کا وہی حصہ خاص لے میں سنایا جس کا تعلق ابراہیم ادہمؒ کی صحرانوردی سے تھا اور سرزمین پر قصہ زمین نے ایک خاص اثر پیدا کردیا چند لحظوں کے لیے اردگرد سے بے خبر مسرور ہوکر عالم خیال میں اپنے آپ کو اس عہد شکوہ میں پایا کہ ابراہیم ادہمؒ گدڑی پہنے سوز الٰہی میں بادیہ پیمائی کررہے ہیں، محبوب حقیقی کا یہ متلاشی بلخ کے قریب دریا جیحون کے کسی کنارے بیٹھا ہوگا کہ جدائی میں تڑپتی ماں یا بعض روایات کے مطابق دوست احباب تلاش کرتے وہاں پہنچے ماں نے ابراہیم کو اپنے فیصلہ پر سرزنش کی، ناز و نعمت اور امارت و شوکت کے مقابلہ میں اس فقر و غربت اور بے کسی پر افسوس کا اظہار کیا۔ ابراہیمؒ نے جو گدڑی کو پیوند لگا رہے تھے اپنی سوئی دریا میں ڈال دی اور پھر یکایک ماں کے سامنے دریا کی مچھلیوں کو حکم دیا کہ مجھے سوئی چاہیے، ہزاروں مچھلیاں منہ میں سونے کی

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دنیا: کھیل تماشہ اور چند لمحوں کا خواب

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وماھذہ الحیوۃ الدنیا الالھو ولعب وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لوکانوا یعلمون (عنکبوت۔ع ۷)

ترجمہ: یہ دنیا کی زندگی ماسوائے کھیل اور تماشے کے کچھ نہیں اور اصل زندگی آخرت کی ہے (کاش) انہیں اس چیز کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔

عن سھل بن سعد قال قال علیہ الصلوۃ والسلام لوکانت الدنیا تعدل عنداللہ جناح بعوضۃ ماسقی کافرا منھا شربۃ ماء (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے برابر بھی ہوتی، تو اس پانی کا ایک گھونٹ بھی کافر کو نہ پلاتا۔

دنیا کھیل تماشا: محترم حضرات ذکر کردہ آیت وحدیث میں رب العالمین نے دنیا کی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے فانی وعارضی ہونے کی حیثیت سے اس کی حقیقت دنیا کے کھیل وتماشا سے زیادہ نہیں جیسے یہاں کے کھیل وکود کا مزہ چند لمحوں تک محدود رہتا ہے۔ وہ ساعات ختم ہوکر نہ مزہ رہتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ۔ رب العالمین نے قرآن مجید میں عجیب وغریب انداز سے دنیا کی حقیقت بیان فرمائی کہ اس کی بے رونقی، فانی اور تباہی کی مثال بارش اور اس سے پیدا ہوکر انسانی دل ودماغ کو متاثر کرنے والے باغ وبہار اور سرسبز وشادابی کی طرح ہے۔ بے آب وگیاہ بنجر زمین پر بادل سے بارش برس کر چند دن میں زمین کے اسی خشک ٹکڑے پر طرح طرح کے پھل میوے اناج وگھاس اور سبزے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خطے پر ایک عظیم الشان سبز قالین بچھا دیا گیا ہے۔ نہ صرف زمینوں کے مالکان بلکہ علاقہ کے تمام مردوزن نہ صرف ان لہلہاتی فصلوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ خوشیوں کی لہر اس پورے علاقے کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیتی ہے۔ نہ صرف انسانوں بلکہ چوپایوں کے کھانے اور بہترین معاش کے تمام اسباب مہیا ہونے کے آثار نمودار ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ زمین سے پیدا ہونے والے ہزارہا انواع واقسام کی نعمتوں کے لئے وقت سے پہلے منصوبہ بندیاں کرنے میں اہل علاقہ مصروف ہوجاتے ہیں۔ خیالی تصورات، توقعات، آرزووں کی نہ ختم ہونے والی

فہرست میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

چند لمحوں کا خواب: ہم اور آپ اکثر اس کیفیت سے گزرتے رہتے ہیں کہ بارش وقت پر ہو چکی ہے' گندم بہت زیادہ ہوگی باغات میں میوہ جات کی فراوانی ہوگی' جانوروں کو قحط سالی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ فصلوں کی آمد سے کمائی اور آمدنی میں زیادتی ہو کر فلاں منصوبہ شروع کروں گا۔ محل و بنگلہ بناؤں گا۔ عیش وعشرت کے سامان خریدوں گا۔ (نہ انشاء اللہ کہنا اور نہ ان میں زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کا ارادہ) بس ہوس سیم وزر اور محبت دنیا میں صرف دنیا ہی کے آرام وآسائش اور دوڑ میں سبقت حاصل کرنے کے ذوق وشوق کو اپنا مقصد اعظم اور ہدف بنا کر خوشیوں کے تازیانے بجنے شروع ہو جاتے ہیں کہ اچانک شدید ترین آندھی یا موٹے موٹے اولے یا جڑی بوٹیوں کی بیماری یا کیڑے نازل اور حملہ آور ہو جاتے ہیں کہ آنکھ کی جھپک میں غلہ تو کیا کہ درخت اور سبزوں کے پتے بھی نیست ونابود ہو جاتے ہیں' کچھ دیر پہلے جو ہر طرف تازگی' لہلہاتے درخت نظر آتے ہیں۔ سیکنڈوں میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس ٹکڑۂ ارضی پر کسی سبز اُگنے والے جڑی بوٹی کا نام ونشان ہی نہ تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے چند دن قبل زرخیزی اور فصلوں کی فراوانی تھی وہ ایک خیالی وہم تھا' حقیقت میں کچھ بھی نہ تھا۔ خواہشیں' امیدیں' اور منصوبے سب دم توڑ گئے۔ آدمی نیند میں کبھی کبھی خواب میں اپنے آپ کو شاہی تخت پر دیکھتا ہے۔ ارد گرد ہزاروں خدم اور چشم مودبانہ انداز میں موجود رہتے ہیں۔ مگر جب آنکھ کھل جاتی ہے وہ اپنے آپ کو اسی پھٹے پرانے بستر پر پاتا ہے' نہ شاہی تخت ہوتا ہے نہ کروفر اور نہ بادشاہی۔ چند لمحوں کا خواب دنیا کا ایک کھیل کی مانند ہوتا ہے۔ جس کو نہ دوام ہے اور نہ اس کی خوشی کی کوئی حقیقت۔ گویا سرے سے اس کا وجود ہی نہ ہونے کے برابر تھا' یہی وجہ ہے کہ بارش کے برسنے اور فصلوں کے پیدا ہونے سے جس عشق ومحبت کو اس نے اپنا مطمح نظر بنایا اس کے ختم ہونے پر اس کی ساری امیدیں بھی خاک میں مل گئیں جس مقام پر بارش کے نزول سے پہلے کھڑا تھا اب پھر اسی جگہ پر کھڑا ہے۔

جب خواہشات کا محل دھڑام سے گر جاتا ہے: انسان شادی کرتا ہے پھر بچے کا انتظار' بچے کے پیدا ہونے پر اس کے جوان ہونے' بہترین معاش وملازمت کی طلب' پھر اس کے ذریعے لاکھوں کروڑوں روپوں کے آمد کی توقعات' دنیاوی زندگی میں عیش وعشرت کی تمناؤں کے پورا ہونے کی فرضی خیالی پلاؤ کے تصورات کہ اسی بچے کے اچانک فوت ہونے کی خبر مل جاتی ہے' کئی عشروں پر محیط ان فرضی تمناؤں پر قائم کردہ بے حقیقت کمزور بنیاد پر قائم مکان لمحہ بھر میں دھڑام سے گر کر سب کچھ تہس نہس ہو جاتا ہے۔ نہ بیٹا ہے' نہ اس کے ذریعے حاصل ہونے والے مال وزور کے ذریعہ دنیاوی عیش وعشرت کے دور کو حاصل کرنے کے تصورات۔

روح کی بیماریاں اور ان کا علاج: آپ نے کبھی سوچا ہے کہ یہ سب کچھ ہم کیا کر رہے ہیں۔ آج ہم سب اپنے بدنی بیماری کا رونا رو رہے ہیں۔ مگر بدنی بیماری سے خطرناک اور ایسی بیماری جن میں نہ کبھی راحت ہے اور نہ

سکون ورہ روح کی بیماری ہے جس کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس سے ہم سب غافل ہیں۔ بدنی بیماری میں وقتی تکلیف کے ساتھ بے شمار فوائد بھی ہیں اور روحانی امراض میں فائدہ کا تصور تک نہیں اذیت ہی اذیت ہے۔ سب سے بڑھ کر بیماری میں مبتلا وہ شخص ہے جو دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ اس کے تمام آئندہ ملنے والے دینوی خواہشات اسے ملنے سے پہلے چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے چاہنے والوں پر اللہ کے نیک بندے اس طرح رحم کرتے ہیں جس طرح ایک تندرست شخص کسی شدید بیماری میں مبتلا فرد کو دیکھ کر اس پر ترس اور رحم اور صحت کی دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ دنیا کی محبت کینسر کی بیماری سے بھی بدترین بیماری ہے۔ اللہ والوں کو اندازہ ہوتا ہے۔ حب مال نہ صرف دنیا میں پریشانی اور سرکشی اور دین سے غفلت ہے بلکہ اس میں آخرت کے خسران کا عنصر بھی غالب ہے۔

آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا: سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من احب دنیاہ اضرّ بآخرتہ ومن احب آخرتہ اضر بدنیاہ فاثروا مایبقی علی مایفنیٰ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا کو درست رکھتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو درست رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہونچاتا ہے۔ (اے مخاطب) تمہیں چاہیے کہ دنیا جو جلد ختم ہونے والی شی ہے اس پر آخرت جو باقی رہنے والی چیز ہے کو ترجیح دو

جب استغناء آجائے: اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص اپنی دنیا کو دین کے حدود اور بتائے ہوئے راستوں کے بغیر حاصل کرنے اور محبوب و مطلوب بنانے کے درپے ہو اس میں اللہ اور رسول کی محبت اور اطاعت کا جذبہ مغلوب ہو کر سرد ہو جاتا ہے۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے: **ان الانسان لیطغی ان رآہ استغنی :**

(ترجمہ) ''یقیناً انسان اپنے آپے سے باہر ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ سمجھتا ہے۔''

ویسے یہ اندازہ تو آپ حضرات کو بھی ہے کہ جب کسی مفلس کے پاس چند روپے آ جاتے ہیں اپنے آپ کو ہر کسی سے اعلیٰ حتی کہ (نعوذ باللہ) پیدا کرنے والے اور یہی روپے دینے والے رب العالمین سے بھی بے پرواہی کی بدترین حرکت کا مرتکب ہو کر غرور' اللہ سے غفلت اور خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے یہی وہ کیفیت ہے جس کے بارے میں مرشد عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی آخرت کو نقصان پہونچاتا ہے' اس کے مقابلے میں وہ انسان جو زندگی کی تمام گھڑیاں امور آخرت کے شغل اور فکر میں گزارے۔ دینوی ہوس اور محبت سے پہلو تہی کرے تو یقین کریں کہ ایسے شخص نے اپنی دنیا کو جو بہت قلیل مدت پر محیط ہے کو نقصان پہونچا کر ابدی' سرمدی' نہ ختم ہونے والی زندگی یعنی آخرت کی فوز و فلاح کو حاصل کر لیا۔

دنیا کی وسعتیں: دنیا کی زندگی تو ایک چڑیا اگر سمندر سے ایک قطرہ پانی کا' چونچ میں لے' اس قطرہ کی جو نسبت سمندر سے ہے' آخرت کے مقابلہ میں چند روزہ فانی دنیا کی حقیقت اس سے بھی کم ہے۔ اس کی رعنائیاں' چمک دمک' چند روزہ ہے۔ اس کی عجیب فطرت ہے' جو اس پر فریفتہ ہو کر اس کے حاصل کرنے کیلئے اس کے پیچھے دوڑتا ہے' یہ اپنے طلبگاروں سے دور بھاگتی ہے اور جو اسے حقیر اور ذلیل سمجھ کر اس سے منہ موڑے خود بخود اس کے قدموں میں آ کر اس سے لپٹتی ہے' دنیا کے حصول کیلئے ناجائز دولت اور عیش و عشرت کا سامان اگر اس کے چاہنے والے کے پاس آیا بھی تو ہزار' پریشانیوں اور مشکلات کے ساتھ' کبھی حکومت کا خطرہ' ڈاکو اور لٹیرے کے خوف سے تو رات کا سکون و آرام غارت ہو جاتا ہے۔ فسق و فجور اسراف و بے حیائی وغیرہ گناہوں کا تو مال و دولت کیساتھ موجود ہونا کوئی نئی بات نہیں۔

دنیا مسافر خانہ ہے: اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا یہاں زندگی اس مسافر کی طرح گزارتا ہے جیسے اکوڑہ خٹک سے لاہور یا کراچی جانے والا راستے میں کسی سٹاپ یا ہوٹل میں چند لمحوں کے لئے اترے۔ ضروریات انسانی سے فارغ ہو کر فوراً وہاں سے چلتا ہے۔ یہ کبھی نہیں سوچتا کہ اس محدود اور مختصر اقامت گاہ میں عالیشان محل اور کمرہ جو ہر قسم کی آسائشوں پر مشتمل ہو بنایا جائے۔ نہ چور ڈاکو کا خوف اور نہ ذہنی پریشانی و بے چینی۔ اگر کسی عقل سے عاری فرد نے یہ ارادہ بھی کیا ہو تو جاہل آدمی بھی اسے نا سمجھ اور بے وقوف سمجھے گا کہ ارے کمبخت مختصر وقت گزارنے کے لئے ان لمبے چوڑے منصوبوں کا تمہیں فائدہ کیا حاصل ہوگا۔ یہ تو وہ دنیا ہے جس میں جو کمایا اس کا بھی آخرت میں حساب دینا ہے اور جس راہ میں خرچ کیا' پیسے پیسے کا مصرف بھی پیش کرنا ہے۔ ضرورت سے زیادہ تعمیر بھی اسراف میں شامل ہو کر اس کی سزا کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

ضرورت سے زائد تعمیر کا حکم: ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ النفقه كلها فی سبيل الله البناء فلا خير فيه (رواہ الترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنی ضروریات زندگی (جو جائز ہوں) پر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس پر اسے اللہ ثواب دے گا۔ البتہ ضرورت اور حاجت سے زیادہ تعمیر پر خرچ کرنے میں کوئی ثواب اور خیر نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ فخر و مباہات اور نفس کو تسکین کے لئے نہ صرف تعمیر بلکہ تمام مواقع پر اخراجات کو اگر نادار' مسکین' فقیر' بیوہ' آسمان کے نیچے رہنے والے بغیر مکان' اپنے علاج سے عاجز مریض وغیرہ مستحق پر خرچ کیا جائے تو یہی عمل مالک حقیقی کے خوشنودی کا ذریعہ ہوگا۔

صبر و قناعت: انسانی حرص اور لمبی لمبی امیدیں آخرت کو بھول جانے کا سبب بنتی ہیں۔ پھر حرص کی وجہ سے نہ تو انسان میں قناعت باقی رہتی ہے اور نہ اس کی کبھی تمام خواہشات پوری ہوتی ہیں۔ عمر عزیز کا یہ مختصر عرصہ آخرت کو چھوڑ کر دنیاوی اسباب کے حاصل کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے اسلام کا یہ اہم تصور چھوڑ دیا ہے کہ

انسان کی تقدیر میں اس دنیا کے مال و متاع کا جو حصہ اللہ نے مقرر فرمادیا ہے وہ جیسے بھی ہو جہاں بھی ہو اللہ ضرور میسر فرمائے گا۔ اور جلد ختم ہونے والی زندگی کے ساز و سامان جو اکثر گمراہی اور معاصی کا سبب بن جاتے ہیں کے پیچھے جہد مسلسل میں لگے ہوئے ہیں۔ صبر و قناعت جو کہ بے شمار گناہوں سے انسان کو محفوظ رکھنے والی صفت ہے' اپنے اندر پیدا کرنے کا کبھی اہتمام ہی نہیں کیا۔

حصول رزق میں اعتدال: جبکہ فرمودہ نبوی ﷺ ہے:

ان نفسا لن تموت حتی تسکمل رزقها الا فاتقوا الله واجملو فی الطلب ولا یحملنکم استبطاء الرزق ان تطلبوه بمعاصی الله فانه لایدرک ماعندالله الا بطاعته (مشکوۃ شریف)

تحقیق ہر کوئی شخص (تب تک) نہیں مرسکتا جب تک وہ اپنی روزی پوری نہیں کرتا۔ پس اللہ جل جلالہ سے ڈرو۔ اور رزق حاصل کرنے میں اعتدال کا دامن مت چھوڑو اور رزق کی دیری تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم لوگ گناہ کے ذریعہ رزق کو حاصل کرنے کی کوششیں شروع کردو۔ اللہ کے ہاں جو کچھ ہے وہ (صرف) اطاعت اس کی فرمانبرداری سے حاصل ہوسکتا ہے۔

دنیوی وسعتیں: رحمت عالم ﷺ کو ہماری جلد بازی اور بے صبری کا اندازہ تھا کہ رزق کی معمولی سی تنگی اور کمی ہمیں کہاں سے کہاں لے جاتی ہے ایسے وقت بعض لوگ زبان سے بھی ایسے کلمات نکالنے شروع کردیتے ہیں جو کبھی کبھی اسلام کے دائرہ سے نکلنے کا سبب بھی بن سکتے ہیں صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ جہاں سے جو کچھ ملا اس کو شیر مادر سمجھ کر استعمال میں لانا شروع کردیتے ہیں۔ خدا وانسان کا خوف دل سے معدوم ہوجاتا ہے اور ہم میں کئی سادہ لوح ایسے مواقع پر اسلام کو مورد الزام ٹھہرانے میں جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں یہ تک کہہ جاتے ہیں کہ ہم سے کفار بہتر ہیں کہ ان کے پاس مال و دولت' دنیاوی لذت اور عیش و عشرت کے تمام اسباب موجود ہیں اور ہم محروم ہیں۔ یہ انداز تکلم اختیار کرنے والا اس قسم کے مال دولت رکھنے والوں کے بارہ میں قرآنی تعلیمات فرمودات رسول ﷺ سے نابلد ہے یا وقتی لالچ اور حرص نے اس کی آنکھوں پر شیطانی پردے ڈال دیئے ہیں کہ جان بوجھ کر جہنم کے گڑھے میں داخل ہونے کی کوشش کررہا ہے۔ غیر مسلموں کے اسباب عیش و عشرت و مال و دولت کے بارہ میں احکم الحاکمین کا فرمان سنئے:

فلما نسوا ماذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا هم بغتة فاذاهم مبلسون

ترجمہ: جب کافر اس وعظ کو بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز یعنی (دنیاوی نعمتوں) کے دروازے کھول دیئے یہاں تک جب وہ ان چیزوں پر خوشحال ہوئے جو ان کو دی گئی تھیں تو ہم نے ان کو اچانک ایسے عذاب میں گرفتار کرلیا کہ وہ انتہائی حیران و سرگرداں رہ گئے۔

استدراج: اسی طرح سردارِ دوعالم ارشاد ہے:

وعن عقبہ بن عامر عن النبی ﷺ قال اذا رأیت اللہ عزوجل یعطی العبد من الدنیا علی معاصیہ ما یحب فانما ھو استدراج الحدیث (رواہ احمد)

''حضرت عقبہ بن عامرؓ نبی کریم ﷺ کے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب کسی بندہ کو دیکھو جسے باوجود فسق وفجور اس کی پسندیدہ چیزیں (یعنی جن اشیاء کی خواہش دنیا میں کرتا ہے) اللہ جل شانہ دیتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ اس کی استدراج ہے۔''

گویا اللہ جل جلالہ ایسے لوگوں کو تدریجاً تمام تر دنیاوی رعنائیاں' دینوی مناصب' مال و دولت' اقتدار' عیش و عشرت کے تمام وسائل مہیا کردیتا ہے جسے اپنے اوپر مالک وخالق کا کرم سمجھے' اس خرمستی میں منہمک ہوکر نہ کبھی توبہ کی توفیق' اور نہ گناہ چھوڑنے کا خیال دل میں آتا ہے اس ظاہری ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہونچنے کے بعد رب العالمین اچانک اسے نیچے پھینک کر گناہوں کے دلدل میں پھنسنے والوں کا جو انجام ہے' وہاں پہونچا دیتا ہے۔ دنیاوی اور خیالی تخت سے تختۂ جہنم اس کا ٹھکانہ بن جاتا ہے۔ جس سے مالک الملک مجھے اور آپ سب کو محفوظ رکھے

دنیا کافر کیلئے جنت مومن کیلئے قید خانہ: کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلم یا غیر مسلم کے تمیز بغیر جب کسی ملک یا علاقہ پر آفت مثلاً زلزلہ' سیلاب' بیماری کی وباء' بھوک وافلاس کی کثرت یا اور مصائب آجاتے ہیں' تو غیر مسلم قومیں رفاہی اور انسانی بنیادوں پر بطور ہمدردی مختلف ذرائع سے امداد کرتی رہتی ہیں۔ اسے بھی ''حسنہ'' اور اچھے کام سے آنحضرتؐ نے تعبیر فرمایا ہے۔ اب مسلمان اگر نیکی کرے تو ارحم الراحمین اسے اس کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں دیتا ہے۔ یہ بھی اس کے کریم ورحیم ہونے کے اوصاف جلیلہ کا تقاضا ہے۔ ورنہ دنیاوی حاکم تو اپنے ساتھ کیئے گئے اچھے سلوک کا بدلہ بمشکل ایک دفعہ ہی دینے پر اکتفا کرتا ہے' کافر کی بعض انسانی بنیاد پر روا رکھنے والی اچھائیاں آخرت میں تو بغیر ایمان کے اس کے کام نہیں آسکتیں نہ ثواب نہ اس کا وہ آخرت میں مستحق ہے۔ اس وجہ سے کافر کے وہ اعمال جو اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بن جاتے ہیں' اس کا بدلہ دنیا ہی میں عطا فرمادیتے ہیں۔ یہی حکمت سید الرسل ﷺ کے اس حدیث سے واضح ہوجاتی ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ ان اللہ لایظلم مؤمنا حسنۃ یعطی بھا فی الدنیا یجزیٰ بھا فی الآخرۃ واما الکافر فیطعم بحسنات ما عمل بھا للہ فی الدنیا حتی اذا افضیٰ الی الآخرۃ لم تکن لہ' حسنۃ یجزی بھا (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اس کی نیکی کے سبب دنیا میں آسانیاں فراہم کردی جاتی ہیں اور آخرت میں بھی اجر وثواب دیا جائے گا اور کافر خدا کی خوشنودی

کے لئے جو فلاحی رفاہی کام کرتا ہے اس کو اس کے بدلے اس دنیا میں بھی (خوب) کھلا پلا دیا جاتا ہے۔

کافر کا مشن بابر بہ عیش کوش: محترم حضرات! غیر مسلموں نے اس دنیا کو ہی اپنا اصل مقصد حیات سمجھ کر اپنے اول و آخر کو اسی تک محدود کرنے کے بعد تمام عیاشیوں کو اسی زندگی کا مطمع نظر قرار دیا جبکہ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک لامحدود عالم اور ہے جہاں کی عیش حقیقی عیش ہے اور جہاں کی مصیبت بھی ختم ہونے والی نہیں۔ متقی اور خوف خدا کے عقیدہ کا حامل انسان تو اس دنیا کو اپنے لئے قید خانہ سمجھتا ہے البتہ کافر جس کا فلسفہ یہی ہے کہ موت کے بعد قصہ ختم' وہ دنیا کو اپنے لئے جنت سمجھ کر جو مطالبہ اس سے خواہش اور نفس کرتا ہے فوراً اس کے پورا کرنے میں تن من خرچ کر دیتا ہے۔ وہ شاعر کے اس قول کہ ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' کو اپنی زندگی کا فریم ورک بنا دیتا ہے۔ کسی مسلمان کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ دنیا میں کفار کی آسودگی اور مال و دولت کی بھرمار اللہ کی ان سے محبت اور قرب کا نتیجہ ہے' اگر دنیاوی دبدبہ اور آسائشیں عزت و عظمت کا سمبل ہوتیں تو جو لوگ اللہ کی وحدانیت اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کے منکر ہوں' آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق پانی کا ایک قطرہ بھی ان کو پینے کے لئے نہ ملتا۔ نعمتیں تو تمام کی تمام مالک الملک کی ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ اس کے وجود کے انکاری کو انعامات و اعزازات سے نوازا جاتا۔ خواہ مخواہ اس کو نعمتیں دینے میں منعم حقیقی کے کچھ رموز و اسرار پنہاں ہوں گے۔ جن میں سے بعض کا ذکر پہلے آپ کے سامنے عرض کر دیا ہے۔ شریعت میں دنیا کے کروفر کی کوئی حیثیت نہیں۔

دنیا کی قدر و قیمت: **عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ ﷺ لو کانت الدنیا تعدل عنداللہ جناح بعوضۃ ماسقیٰ کافرامنہا شربۃ** (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)

حدیث کا ترجمہ خطبہ کے ابتداء میں ذکر کر دیا ہے جس کا مفہوم یہ کہ اللہ جل شانہ کی نظر میں دنیا کی کوئی وقعت نہیں اگر مچھر کے پَر کے برابر بھی اس کی اہمیت ہوتی تو کفار کو ایک قطرہ آب یعنی ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے۔

دنیا ایک مُردار لاشہ: محسن انسانیت ﷺ کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت کا اندازہ آپ اس واقعہ سے خوب معلوم کر سکتے ہیں دنیا کے' بے ثبات اور بے حیثیت ہونے کے لئے یہ فرمان مشعل زندگی ہے:

عن جابرؓ ان رسول اللہ ﷺ مَرّ بجدی اسک میت قال ایکم یحب ان ھذا لہ' بدرھم فقالو مانحب انہ' لنا بشیءِ قال فو اللہ للدنیا اھون علی اللہ من ھذا علیکم (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے جس کے کان بھی کٹے یا چھوٹے تھے' کے پاس سے ہوا۔ فرمایا صحابہ سے کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس مردہ بچے کو ایک درہم کے بدلے خرید لے۔ صحابہ نے عرض کیا ہم تو اسے کسی چیز کے عوض بھی خریدنا نہیں چاہتے۔ (حضور ﷺ امت اور صحابہ کو دنیا کی بے عظمت ہونے کی تعلیم دے رہے تھے) فرمایا ''اللہ کی قسم جس طرح تمہاری نظروں میں یہ دنیا ہیچ